قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

منگل 22 دسمبر 2020ء | 06 جمادی الاولیٰ 1442 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 302

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اس دن کے خطرات سے اور ہولناک مواقع سے تم میں سے سب سے زیادہ محفوظ اور نجات یافتہ وہ شخص ہو گا جو دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہو گا۔ فرمایا کہ میرے لئے تو اللہ تعالیٰ کا اور اس کے فرشتوں کا درود ہی کافی تھا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ثواب پانے کا ایک موقع بخشا ہے کہ تم درود بھیجو۔

(کنزالعمال جزء اول صفحہ ۲۵۴ کتاب الاذکار / قسم الاقوال حدیث نمبر ۲۲۲۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۴ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

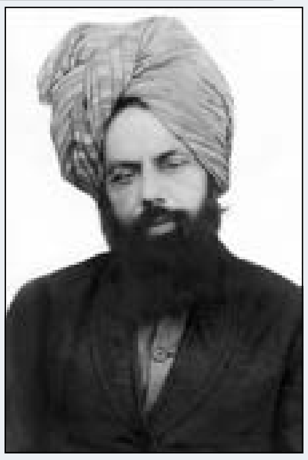

ذاتی محبت سے درود بھیجو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک مرید کو لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں اور جیسا کہ کوئی اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے برکت چاہیں اور بہت ہی تضرع سے چاہیں اور اس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو بلکہ چاہئے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی دوستی اور محبت ہو اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں ... اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ ملول ہو اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو۔ اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں۔‘‘

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 534-535 مکتوب بنام میر عباس علی شاہ مکتوب نمبر 18 شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

پھر درود کی حکمت بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں۔ لیکن اس میں ایک نہایت عمیق بھید ہے۔ جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقۂ ذاتی محبت کے اس شخص کے وجود کی ایک جزو ہو جاتا ہے پس جو فیضان شخص مَدْعُوْلَہٗ پر ہوتا ہے وہی فیضان اس پر ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فیضان حضرت احدیّت کے بے انتہا ہیں اس لئے درود بھیجنے والے کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے برکت چاہتے ہیں بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتے ہیں۔‘‘

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 535 مکتوب بنام میر عباس علی شاہ مکتوب نمبر 18 شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

ارشادِ باری تعالیٰ

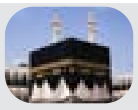

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

(الاحزاب: 57)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی پر اپنی رحمتیں نازل فرما رہا ہے۔ اس کے فرشتے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دعائیں دے رہے ہیں، اس کے لئے رحمت مانگ رہے ہیں۔ پس جب یہ صورتحال ہے تو وہ لوگ جو مختلف حیلے اور ہتھکنڈے استعمال کر کے اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی کو روکنا یا کم کرنا چاہتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غلط الزامات لگاتے ہیں اور ہنسی اور ٹھٹھے کا نشانہ بنا کر سمجھتے ہیں کہ ہم کامیاب ہو جائیں گے وہ احمقوں کی جنت میں بستے ہیں۔ ان کی یہ سازشیں اور کوششیں اللہ تعالیٰ کے اس پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ جس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے اس کا حصول اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتا چلا جائے گا اور اس زمانے میں تو اس مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے عاشق صادق کو بھیج کر اسلام کی خوبصورت تعلیم کو پھیلانے کے نئے دروازے کھول دیئے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے اور ہر قوم کے لئے نبی بنا کر بھیجا ہے اس کی مدد کے سامان بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل سے خود فرما رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین نہ پہلے کبھی کامیاب ہو سکے، نہ اب کامیاب ہو سکتے ہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ اس لئے اس کی تو ایک حقیقی مسلمان کو فکر ہی نہیں ہونی چاہئے کہ اسلام کو یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو کوئی دنیاوی کوشش نقصان پہنچا سکتی ہے۔ ہاں جو کام اللہ تعالیٰ نے حقیقی مسلمان کے ذمہ لگایا ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح وہ اور اس کے فرشتے اس نبی کے مقام کو اونچا کرنے کے لئے اس پر رحمت بھیج رہے ہیں تم اپنا فرض ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پیارے، کامل، مکمل اور آخری نبی پر بیشمار درود اور سلام

بقیہ صفحہ 5 پر

اس شمارہ میں

- ہوا زمانہ کی جب بھی بگڑتی ہے (منظوم)
- سود کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا فیصلہ
- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کا وفات مسیح ناصریؑ سے گہرا تعلق ہے
- ذکرِ خیر سید محمود احمد شاہ صاحبؓ

دربارِ خلافت

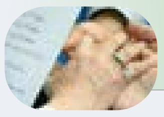

یہ جماعت، جماعت احمدیہ اس کی راہ میں مسلمان کہلانے والے رکاوٹیں اور مشکلیں ڈال رہے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ کی اتنی غیرت تھی کہ آپ معمولی سی زیادتی بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ آپ کو ایسی باتیں سن کر جس قدر غم اور تکلیف پہنچتی تھی وہ ناقابل بیان ہے۔ آپ ایسے شخص کی شکل بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے جس نے آنحضرت ﷺ کے متعلق کوئی نازیبا بات کی ہو۔ اور جب عیسائی مشنریوں نے آنحضرت ﷺ کے خلاف بعض بہتان گھڑے اس زمانے میں تو آپ کی انتہائی کرب اور تکلیف کی کیفیت ہوتی تھی۔ آپ خود بھی اس کیفیت کا نقشہ کھینچتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ: ’’عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں۔ اور اپنے اس دجل کے ذریعے ایک خلق کثیر کو گمراہ کرکے رکھ دیا ہے۔ میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھے نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک کی شان میں کرتے رہتے ہیں ان کے دلآزار طعن وتشنیع نے جو وہ حضرت خیرالبشر کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کررکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد، اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور مَیں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلا سے نجات بخش۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 15)

پس یہ ہے وہ غیرت جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تھی اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غیرت اور آپ کی محبت کے وہ معیار ہیں جو آپ اپنی جماعت کے ہر فرد میں دیکھنا چاہتے تھے۔ اور اس تعلیم کا ہی اثر ہے کہ یہ محبت جماعت کے دلوں میں پیدا ہوئی اور پھر جماعت اس محبت کے زیر اثر ہی آج دنیا کے کونے کونے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو پہنچانے کے لئے کوشاں ہے اور آج دنیا کے کونے کونے میں اس غیرت کے تقاضے پورے کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام جماعت کے ذریعہ پہنچایا جا رہا ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ پہنچایا جاتا رہے گا۔ یہ پیغام پہنچانے کے طریق اور دنیا کو چیلنج دینے کی جرأت جیسے کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے۔

آپ کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ جو عشق تھا اور آپ کے لئے جو غیرت تھی اس کا اظہار اس سے پہلے کے اقتباس سے ہو چکا ہے جو الفاظ میں نے پڑھے ہیں۔ آپؑ نے دنیا کو واضح الفاظ میں یہ چیلنج دیا ہے کہ تمہارا جو کچھ بھی مذہب ہو، تمہاری جتنی بھی طاقت اور وسائل ہوں، تم جتنا مرضی ہنسی ٹھٹھا کر لو لیکن یاد رکھو کہ اب دنیا میں غالب آنے والا مذہب صرف اور صرف اسلام ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ: ’’اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں‘‘۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 141)

لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ آج اس مسیح محمدی کی جماعت زندہ خدا اور زندہ مذہب اور جاہ جلال کے نبی کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کی جو کوشش کر رہی ہے، یہ جماعت، جماعت احمدیہ اس کی راہ میں مسلمان کہلانے والے رکاوٹیں اور مشکلیں ڈال رہے ہیں، ان کے خلاف الزام تراشیاں کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 10 دسمبر 2004ء)

ہوا زمانہ کی جب بھی کبھی بگڑتی ہے

ہوا زمانہ کی جب بھی کبھی بگڑتی ہے
مری نگاہ تو بس جا کے تجھ پہ پڑتی ہے

بدل کے بھیس معالج کا خود وہ آتے ہیں
زمانہ کی جو طبیعت کبھی بگڑتی ہے

زبان میری تو رہتی ہے ان کے آگے گنگ
نگاہ میری نگاہوں سے ان کی لڑتی ہے

الجھ الجھ کے میں گرتا ہوں دامن تر سے
مری امیدوں کی بستی یونہی اجڑتی ہے

منٹ منٹ پہ مرا امتحان لیتے ہیں
قدم قدم پہ مصیبت یہ آن پڑتی ہے

کلام محمود صفحہ 196

آج کی دعا

بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلَی رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ

(مسند امام احمد بن حنبل حدیث فاطمہ بنت رسول ﷺ حدیث نمبر: 26417)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ کے رسول پر سلامتی ہو۔ اے میرے اللہ! میرے گناہ بخش اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔

یہ پیارے رسولِ اکرم حضرت محمد ﷺ کی مسجد سے باہر نکلنے کی دعا ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہراءؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب مسجد سے باہر نکلنے لگتے تو یہ دعا مانگتے تھے۔

حضرت زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اپنے گھروں میں نماز (سنن ونوافل) پڑھا کرو۔ کیونکہ جماعت کے ساتھ فرضوں کے سوا باقی نماز گھر میں پڑھنا بہترین نماز ہے۔ (سنن الدارمی کتاب الصلوٰۃ)

(مرسلہ: مریم رحمٰن)

تبرکات حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ

سود کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا فیصلہ

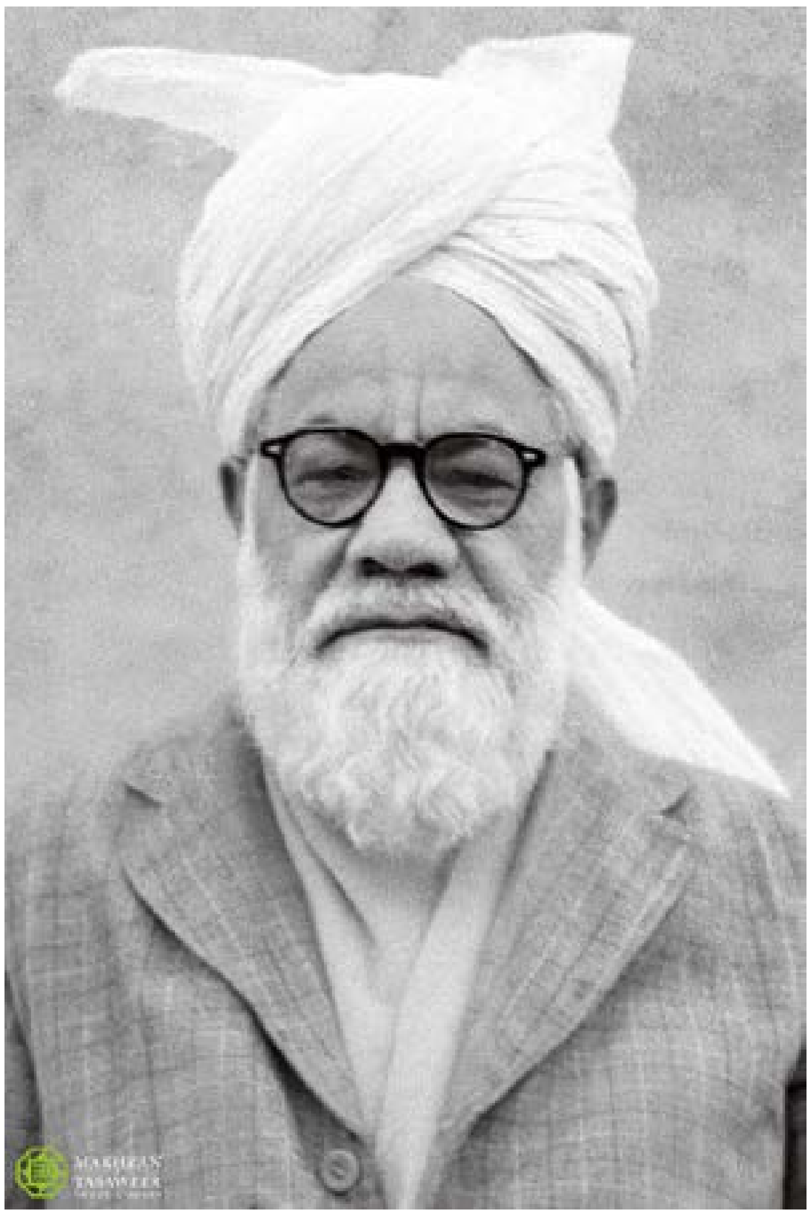

مسلمان تجار کی مشکلات کا حل

یوں تو بعض صورتوں میں سودی روپے کے اشاعت اسلام میں خرچ کئے جانے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فتویٰ فتاویٰ احمدیہ میں شائع ہو چکا ہے اور اکثر احباب اس سے آگاہ ہوں گے لیکن حال میں ہی حضرت اقدس کا ایک خط میاں غلام نبی صاحب سیٹھی مہاجر سے ملا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۸ء میں سیٹھی صاحب کو اپنے دستِ مبارک سے لکھ کر ارسال کیا تھا۔ جبکہ وہ راولپنڈی میں تجارت کا کام کرتے تھے۔ اس خط سے چونکہ سود کے مسئلے کے متعلق بعض نئے پہلوؤں سے روشنی پڑتی ہے اور مسلمان تجار کی بہت سی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ اس لئے احباب کی اطلاع کے لئے یہ خط شائع کیا جاتا ہے۔ حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں:-

''بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی شیخ غلام نبی صاحب سلّم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

کل کی ڈاک میں مجھ کو آپ کا عنایت نامہ ملا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ کی اس نیک نیتی اور خوفِ الٰہی پر اللہ تعالیٰ خود کوئی طریق مخلصی پیدا کر دے گا۔ اس وقت تک صبر سے استغفار کرنا چاہئے اور سود کے بارہ میں میرے نزدیک ایک انتظام احسن ہے اور وہ یہ ہے کہ جس قدر سود کا روپیہ آوے آپ اپنے کام میں اس کو خرچ نہ کریں بلکہ اس کو الگ جمع کرتے جاویں اور جب سود دینا پڑے اسی روپیہ میں سے دے دیں اور اگر آپ کے خیال میں کچھ زیادہ روپیہ ہو جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ وہ روپیہ کسی ایسے دینی کام میں خرچ ہو جس میں کسی شخص کا ذاتی خرچ نہ ہو بلکہ صرف اس سے اشاعتِ دین ہو۔ میں اس سے پہلے یہ فتوےٰ اپنی جماعت کے لئے بھی دے چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو سود حرام فرمایا ہے، وہ انسان کی ذاتیات کے لئے ہے۔ حرام یہ طریق ہے کہ کوئی انسان سُود کے روپیہ سے اپنی اور اپنے عیّال کی معیشت چلاوے یا خوراک یا پوشاک یا عمارت میں خرچ کرے یا ایسا ہی کسی دوسرے کو اس نیت سے دے کہ وہ اس میں سے کھاوے یا پہنے۔ لیکن اس طرح پر کسی سود کے روپیہ کا خرچ کرنا ہرگز حرام نہیں ہے کہ وہ بغیر اپنے کسی ذرّہ ذاتی نفع کے خدا تعالیٰ کی طرف رد کیا جاوے۔ یعنی اشاعتِ دین پر خرچ کیا جاوے۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا مالک ہے، جو چیز اُس کی طرف آتی ہے وہ پاک ہو جاتی ہے۔ بجز اس کے کہ ایسے مال نہ ہوں کہ انسانوں کی مرضی کے بغیر لئے گئے ہوں۔ جیسے چوری یا رہزنی یا ڈاکہ، کہ یہ مال کسی طرح سے بھی خدا کے اور دین کے کاموں میں بھی خرچ کرنے کے لائق نہیں لیکن جو مال رضامندی سے حاصل کیا گیا ہو، وہ خدا تعالیٰ کے دین کی راہ میں خرچ ہو سکتا ہے۔ دیکھنا چاہئے کہ ہم لوگوں کو اس وقت مخالفوں کے مقابل پر جو ہمارے دین کے رد میں شائع کرتے ہیں کس قدر روپے کی ضرورت ہے۔ گویا یہ ایک جنگ ہے جو ہم اُن سے کر رہے ہیں۔ اس صورت میں اس جنگ کی امداد کے لئے ایسے مال اگر خرچ کئے جاویں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ یہ فتوےٰ ہے جو میں نے دیا ہے اور بیگانہ عورتوں سے بچنے کے لئے آنکھوں کو خوابیدہ رکھنا اور کھول کر نظر نہ ڈالنا کافی ہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ سے دُعا کرتے رہیں۔ یہ تو شکر کی بات ہے کہ دینی سلسِلہ کی تائید میں آپ ہمیشہ اپنے مال سے مدد دیتے رہتے ہیں۔ اس ضرورت کے وقت یہ ایک ایسا کام ہے کہ میرے خیال میں خدا تعالیٰ کے راضی کرنے کے لئے نہایت اقرب طریق ہے۔ سو شکر کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دے رکھی ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ ہمیشہ آپ اس راہ میں سرگرم ہیں۔ ان عملوں کو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے وہ جزا دے گا۔ ہاں ماسوااِس کے دُعا اور استغفار میں بھی مشغول رہنا چاہئے۔ زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار: مرزا غلام احمد از قادیان

۲۴ اپریل ۱۸۹۸ء

''سُود کے اشاعت دین میں خرچ کرنے سے میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی انسان عمداً اپنے تئیں اس کام میں ڈالے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مجبوری سے جیسا کہ آپ کو پیش ہے۔ یا کسی اتفاق سے کوئی شخص سُود کے روپیہ کا وارث ہو جائے تو وہ روپیہ اس طرح پر جیسا کہ میں نے بیان (کیا ہے) خرچ ہو سکتا ہے اور اس کے ساتھ ثواب کا بھی مستحق ہو گا۔ غ۔''

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے اس خط سے مندرجہ ذیل اصولی باتیں پتہ لگتی ہیں:

نمبر(۱) سودی آمد کا روپیہ سُود کی ادائیگی پر خرچ کیا جا سکتا ہے بلکہ اگر حالات کی مجبوری پیدا ہو جائے اور سود دینا پڑ جاوے تو اس کے واسطہ یہی انتظام احسن ہے کہ سودی آمد کا روپیہ سود کی ادائیگی میں خرچ کیا جاوے۔ مسلمان تاجر جو آج کل گردوپیش کے حالات کی مجبوری کی وجہ سے سُود سے بچ نہ سکتے ہوں وہ ایسا انتظام کر سکتے ہیں۔

نمبر(۲) سود کی آمد کا روپیہ باقی روپیہ سے الگ حساب رکھ کر جمع کرنا چاہئے تا کہ دوسرے روپے کے حساب کے ساتھ مخلوط نہ ہو اور اُس کا مصرف الگ ممتاز رکھا جا سکے۔

نمبر(۳) سُود کا روپیہ کسی صورت میں بھی ذاتی مصارف میں خرچ نہیں کیا جا سکتا اور نہ کسی دوسرے کو اس نیت سے دیا جا سکتا ہے کہ وہ اُسے اپنے ذاتی مصارف میں خرچ کرے۔

نمبر(۴) سودی آمد کا روپیہ ایسے دینی کام میں خرچ ہو سکتا ہے۔ جن میں کسی شخص کا ذاتی خرچ شامل نہ ہو مثلاً طبع واشاعت لٹریچر مصارف ڈاک وغیرہ ذالک۔

نمبر(۵) دین کی راہ میں ایسے اموال خرچ کئے جا سکتے ہیں جس کا استعمال گو افراد کے لئے ممنوع ہو لیکن وہ دوسروں کی رضامندی کے خلاف نہ حاصل کئے گئے ہوں۔ یعنی ان کے حصول میں کوئی رنگ جبر اور دھوکے کا نہ ہو۔ جیسا کہ مثلاً چوری یا ڈاکہ یا خیانت وغیرہ میں ہوتا ہے۔

نمبر(۶) اسلام اور مسلمانوں کی موجودہ نازک حالت اس فتوے کی مؤیّد ہے۔

نمبر(۷) لیکن ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ کوئی شخص اپنے آپ عمداً سُود کے لین دین میں ڈالے بلکہ مذکورہ بالا فتوے صرف اس صورت میں ہے کہ کوئی حالات کی مجبوری پیش آ جائے یا کسی اتفاق کے نتیجہ میں کوئی شخص سودی روپیہ کا وارث بن جاوے۔

نمبر(۸) موجودہ زمانہ میں تجارت وغیرہ کے معاملات میں جو طریق سُود کے لین دین کا قائم ہو گیا ہے۔ اور جس کی وجہ سے فی زمانہ بغیر سودی لین دین میں پڑنے کے تجارت نہیں کی جا سکتی۔ وہ ایک حالات کی مجبوری سمجھی جاوے گی جس کے ماتحت سود کا لینا دینا مذکورہ بالا شرائط کے مطابق جائز ہو گا۔ کیونکہ حضرت صاحب

بقیہ صفحہ 7 پر

مرسلہ: (ساجد محمود بٹر۔استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا)

مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کا وفات مسیح ناصریؑ سے گہرا تعلق ہے

معاندین احمدیت ایک اعتراض یہ کرتے ہیں کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ کے دعویٰ مسیحیت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات سے کوئی تعلق نہیں۔ان کے نزدیک اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت بھی ہو چکے ہوں تو ان کی وفات کا حضرت بانی جماعت احمدیہ کے دعویٰ سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔ چنانچہ مشہور دیوبندی عالم مولانا مفتی شفیع صاحب لکھتے ہیں:۔

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات سے مرزا جی اور انکے دعووں کا کوئی تعلق نہیں''

(علامات قیامت اور نزول مسیح صفحہ 12)

قارئین کرام! اصل بات یہ ہے کہ حیات و وفات مسیح کے مسئلہ سے ان علماء کا انتہائی واضح فرار اور صریح گریز صرف اور صرف اس بناء پر ہے کہ ان کو معلوم ہے کہ قرآن کریم کی کوئی ایک آیت بھی حیات عیسیٰ ثابت نہیں کرتی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ اس بھیانک خیال کو دور سے دھکے دیتی ہیں۔جبکہ اس کے برعکس قرآن کریم اور احادیث نبویہ وفات مسیح کا بابانگ دہل اعلان کر رہے ہیں۔ان علماء کو معلوم ہے کہ متعدد آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ قطعیت سے وفات مسیح ثابت کر رہی ہیں۔اس لیے سوچا کہ اگر عوام الناس میں حیات مسیح ثابت کرنے کی کوشش کی تو سوائے شرمندگی کے اور کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ بہتر یہی ہے کہ اس کھوکھلی بحث پر زور دیا جائے کہ مرزا صاحب کے دعویٰ کو حیات و وفات مسیح ناصری سے کوئی تعلق نہیں۔

حالانکہ بڑی واضح بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے میں مسیح کے آنے کی خبر دی ہے۔یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے اور جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس خبر کو سو فیصد سچا مانتی ہے۔اس عظیم الشان پیشگوئی کے دو ہی مفہوم ہو سکتے ہیں۔ایک مفہوم یہ ہو گا کہ دو ہزار سال پہلے آنے والے مسیح ناصری اب دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔دوسرا مفہوم یہ ہو گا کہ آنے والے مسیح سے مراد مثیل مسیح ہے۔اور آنے والے موعود کی چونکہ مسیح ناصری سے بہت زیادہ مشابہتیں اور مماثلتیں ہونی تھیں اسلئے آنے والے موعود کو مسیح کا نام دے دیا گیا جیسے بہادر آدمی کو شیر کہہ دیتے ہیں اور سخی آدمی کو حاتم طائی۔

ان علماء کا یہ خیال ہے کہ مسیح ناصری اب تک آسمان پر زندہ ہیں اس لیے اس پیشگوئی کے مطابق اسلام کو دنیا پر غالب کرنے کے لئے وہی آسمان سے تشریف لائیں گے۔جبکہ جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ چونکہ از روئے قرآن کریم و احادیث مبارکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باقی انبیاء کی طرح وفات پا چکے ہیں اور قرآن کریم اور احادیث نبوی کے مطابق مردے دوبارہ زندہ ہو کر اس دنیا میں نہیں آتے اس لئے لازماً آنے والے مسیح موعود سے مراد مثیل مسیح موعود ہیں نہ کہ مسیح ناصری۔

معزز قارئین! مذکورہ بالا الفاظ پر غور کریں دو اور دو چار کی مانند یہ نتیجہ سامنے آئے گا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام از روئے قرآن کریم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ثابت ہو جائیں تو حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ خود بخود جھوٹا ثابت ہو جائے گا کیونکہ آپ کے دعوے کی بنیاد ہی یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور آپ کو ان کا مثیل بنا کر بھیجا گیا ہے۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ اور مسئلہ وفات مسیح

حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کی بنیاد آپ کا یہ الہام ہے ''مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔ وَكَانَ وَعْدُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا''۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 402)

مذکورہ بالا الہام میں دو دعوے ہیں پہلا دعویٰ وفات مسیح کا ہے اور اس پر بنیاد رکھتے ہوئے دوسرا دعویٰ حضرت مرزا صاحب کا مثیل مسیح ہونے کا ہے۔ایک ادنیٰ شعور کے آدمی کو بھی یہ بات سمجھ آجاتی ہے کہ اگر مرزا صاحب کے الہام میں پہلا دعویٰ وفات مسیح کا غلط ہے جو دوسرے دعویٰ کی بنیاد ہے تو لازماً دوسرا دعویٰ مثیل مسیح ہونے کا سو فیصد غلط ہو گا۔اس لئے حضرت بانی جماعت احمدیہ کے دعویٰ کا وفات مسیح کے ساتھ انتہائی گہرا تعلق ہے یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے مخالفین کو چیلنج دیا کہ اگر تم حیات مسیح ثابت کر دو تو اس صورت میں میری طرف سے ایک نشان کیا اگر ایک لاکھ نشانات بھی ہوں تب بھی وہ قابل قبول نہیں ہوں گے۔میں توبہ کر لوں گا اور مسئلہ وفات مسیح سے متعلقہ اپنی تمام کتب کو نذر آتش کر دوں گا اور بذریعہ اخبارات اپنی توبہ اور رجوع کے بارے میں عام اطلاع دے دوں گا۔چنانچہ ذیل میں چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کو وفات مسیح سے گہرا تعلق ہے۔

حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کو وفات مسیح سے گہرا تعلق ہے

حضرت بانی جماعت احمدیہ نے اپنے زمانے کے بڑے اور نامور علماء سید مولوی محمد نذیر حسین دہلوی اور مولوی عبد الحق مؤلف تفسیر حقانی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا:۔

''میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر مسیح ابن مریم کی حیات ... ثابت ہو جائے تو میں اپنے الہام سے دستبردار ہو جاؤں گا۔کیونکہ میں جانتا ہوں کہ قرآن کریم سے مخالف ہو کر کوئی الہام صحیح نہیں ٹھہر سکتا۔پس کچھ ضرور نہیں کہ میرے مسیح موعود ہونے میں الگ بحث کی جائے۔بلکہ میں حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ اگر میں ایسی بحث وفات عیسیٰ میں غلطی پر نکلا تو دوسرا دعویٰ خود چھوڑ دوں گا اور ان تمام نشانوں کی پروا نہیں کروں گا جو میرے اس دعویٰ کے مصدق ہیں۔کیونکہ قرآن کریم سے کوئی حجت بڑھ کر نہیں''۔

(اشتہار 2اکتوبر 1891ء بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 235,236 ایڈیشن 1989)

حیات مسیح ثابت ہونے کی صورت میں لاکھ نشان بھی قبول کرنے کے لائق نہیں ہوں گے

ایک اور مقام پر آپ نے فرمایا:۔

''سب سے پہلے بحث کے لائق وہی امر ہے جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ قرآن اور حدیث اس دعوے کے مخالف ہیں اور وہ امر مسیح ابن مریم کی وفات کا مسئلہ ہے۔کیونکہ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر درحقیقت قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رو سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات ہی ثابت ہوتی ہے تو اس صورت میں پھر اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونے کے دعوے پر ایک نشان کیا بلکہ لاکھ نشان بھی دکھاوے تب بھی وہ نشان قبول کرنے کے لائق نہیں ہوں گے کیونکہ قرآن ان کی مخالف شہادت دیتا ہے۔غایت کار وہ استدراج سمجھے جائیں گے۔لہٰذا سب سے اول بحث جو ضروری ہے مسیح ابن مریم کی وفات یا حیات کی بحث ہے جس کا طے ہو جانا ضروری ہے کیونکہ مخالف قرآن و حدیث کے نشانوں کا ماننا مومن کا کام نہیں۔ہاں ان نادانوں کا کام ہے جو قرآن اور حدیث سے کچھ غرض نہیں رکھتے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 239.240 اشتہار 6اکتوبر 1891ء ایڈیشن 1989)

میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کروں گا

ایک اور اشتہار میں مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی جو پورے ہندوستان میں اہلحدیث کے بہت بڑے عالم سمجھے جاتے تھے جنھوں نے نصف صدی کے قریب حدیث پڑھائی تھی اور پورے ملک میں شیخ الکل مشہور تھے، کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

"اس قدر تو خود میں مانتا ہوں کہ اگر میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا مخالف نصوص بینہ قرآن وحدیث ہے اور دراصل حضرت عیسیٰ ابن مریم آسمان پر بجسد عنصری موجود ہیں جو پھر کسی وقت زمین پر اتریں گے۔تو گو میرا دعویٰ ہزار الہام سے موید اور تائید یافتہ ہو اور گو نہ صرف ایک نشان بلکہ لاکھ آسمانی نشان اس کی تائید میں دکھلاؤں، تاہم وہ سب ہیچ ہیں۔کیونکہ کوئی امر اور کوئی دعویٰ اور کوئی نشان مخالف قرآن اور احادیث صحیحہ مرفوعہ ہونے کی حالت میں قابل قبول نہیں۔اور صرف اس قدر مانتا ہوں بلکہ اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ اگر آپ یا حضرت! ایک جلسہ بحث مقرر کر کے میری دلائل پیشکردہ جو صرف قرآن اور احادیث صحیحہ کی رو سے بیان کروں گا توڑ دیں اور ان سے بہتر دلائل حیات مسیح ابن مریم پر پیش کریں اور آیات صریحہ بینہ قطعیۃ الدلالت اور احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ کے منطوق سے حضرت مسیح ابنِ مریم کا بجسدہ العنصری زندہ ہونا ثابت کر دیں تو میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کروں گا اور تمام کتابیں جو اس مسئلے کے متعلق تالیف کی ہیں، جس قدر میرے گھر میں موجود ہیں سب جلا دوں گا اور بذریعہ اخبارات اپنی توبہ اور رجوع کے بارے میں عام اطلاع دے دوں گا۔"

(اشتہار 17اکتوبر1891ء مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 242)

اپنے قول سے رجوع کروں گا

پھر ایک اور اشتہار میں مولوی سید نذیر حسین صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔(یہ اشتہار آپ نے مولوی نذیر حسین صاحب کی وفات وحیات مسیح پر بحث سے انکار پر تحریر فرمایا)

"میں نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ اگر میں اپنے اس الہام پر غلطی پر نکلا اور آپ نے نصوص صریحہ بینہ قطعیہ سے مسیح ابن مریم کی جسمانی حیات کو ثابت کر دکھایا تو تمام عالم گواہ رہے کہ میں اپنے اس دعوے سے دست بردار ہو جاوں گا، اپنے قول سے رجوع کروں گا۔اپنے الہام کو اضغاث احلام قرار دے دوں گا اور اپنے اس مضمون کی کتابوں کو جلا دوں گا اور میں نے اللہ جلشانہ کی قسم بھی کھائی کہ در حالت ثبوت مل جانے کے میں ایسا ہی کروں گا۔"

(اشتہار 23اکتوبر 1891ء مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 261)

صدق وکذب کا معیار

"یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے صدق و کذب آزمانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں۔اور اگر وہ درحقیقت قرآن کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر۔اب قرآن درمیان میں ہے۔اس کو سوچو۔"

(تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ نمبر 178روحانی خزائن جلد نمبر 17صفحہ 264)

"ہمارے دعوے کی جڑھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہے۔اس جڑھ کو خدا اپنے ہاتھ سے پانی دیتا ہے اور رسول اس کی حفاظت کرتا ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ 44روحانی خزائن جلد 20صفحہ 246)

قارئین کرام ان مذکورہ حوالوں کو غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ان حوالوں کو پڑھنے کے بعد ایک ادنیٰ فہم کا انسان بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت ومہدویت کو توڑنے کے لیے صرف حیات مسیح کی ایک آیت کافی ہے۔اگر یہ لوگ حیات مسیح کو قرآن و حدیث سے ثابت کر دیں تو ایسی صورت میں ان نام نہاد مسلمان علماء کو احمدیت کی مخالفت میں نہ تو تنظیمیں بنانے کی ضرورت پڑے گی نہ ہی راتیں جاگ کر لاکھوں صفحات سیاہ کر کے کتب لکھنی پڑیں گی۔آخر کیا ضرورت ہے کہ گلی گلی محلے محلے اتنی محنت کر کے احمدیت کے خلاف جلوس نکالے جائیں اور گلے پھاڑ پھاڑ کر اشتعال انگیز تقاریر کی جائیں۔بہتر یہی ہے کہ جماعت احمدیت کو باطل کرنے کے لیے حیات مسیح کا ثبوت پیش کر دیں۔ان نام نہاد علماء کو معلوم ہے کہ حیات مسیح کا عقیدہ قرآن وحدیث میں نہیں ہے نہ ہی ان کے پاس اس کے حق میں عقلی دلائل ہیں۔چونکہ دلائل وبراہین سے تہی دست ہیں اس لیے ان کو انتہائی غور وفکر اور سوچ بچار کے بعد یہی تدبیر سوجھی کہ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کو مسیح کی وفات سے کوئی تعلق نہیں، کا نعرہ لگا کر عوام کی توجہ اصل موضوع سے ہٹا دی جائے۔لیکن حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے مذکورہ بالا حوالے اور ان کے علاوہ آپ کی متعدد تحریرات ان علماء کے اس بے بنیاد دعویٰ کو جڑھ سے اکھاڑنے کے لیے کافی ہیں۔

میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اے ناظرین! میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مسیح ابن مریم کی حیات جسمانی کا قرآن وحدیث میں ایک ذرہ نشان نہیں ملتا لیکن ان کی وفات پر کھلے کھلے نشان اور نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ موجود ہیں۔"

(اشتہار 23اکتوبر 1891ء مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 257)

میرا دعویٰ صرف مبنی بر الہام نہیں بلکہ قرآن شریف، حدیث اور عقل اس کی مصدق ہے

پھر آپ اشتہار 26مارچ 1891ء میں تحریرات فرماتے ہیں:۔

"میں بآواز بلند کہتا ہوں کہ میرے پر خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور القاء سے حق کو کھول دیا ہے اور وہ حق جو میرے پر کھولا گیا ہے وہ یہ ہے کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے اور اس کی روح اپنے خالہ زاد بھائی یحییٰ کی روح کے ساتھ دوسرے آسمان پر ہے۔اس زمانے کے لیے جو روحانی طور پر مسیح آنے والا تھا جس کی خبر احادیث صحیحہ میں موجود ہے وہ میں ہوں۔یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے جو لوگوں کی نظروں میں عجیب اور تحقیر سے دیکھا جاتا ہے۔اور میں کھول کر کہتا ہوں کہ میرا دعویٰ صرف مبنی بر الہام نہیں بلکہ سارا قرآن شریف اس کا مصدق ہے۔تمام احادیث صحیحہ اس کی صحت کی شاہد ہیں۔عقل خداداد بھی اس کی مؤید ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 203)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

بھیجو۔پس یہ فرض ہے جو ایک حقیقی مسلمان کا ہے۔اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو ترقی دیتے چلے جانے والوں میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی بات کے پیچھے چلتے ہوئے بیشمار درود اور سلام ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجیں۔گزشتہ دنوں فرانس میں جو حالات ہوئے اور مسلمان کہلانے والوں نے ایک اخبار کے دفتر پر حملہ کر کے جو بارہ آدمیوں کو مار دیا اس کے بارے میں گزشتہ جمعہ میں مختصر ذکر کر کے میں نے احمدیوں کو، افرادِ جماعت کو درود پڑھنے کی طرف توجہ دلائی تھی کہ قتل و غارت گری سے اسلام کی فتح نہیں ہو گی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں گے۔نیز اس فکر کا بھی میں نے اظہار کیا تھا کہ اس حملے کے بدلے میں غلط ردّعمل دکھایا جا سکتا ہے یا دکھایا جائے گا اور یہی ان لوگوں سے امید کی جا سکتی تھی۔غلط ردّعمل دکھا کر ان لوگوں نے بھی دوبارہ خاکے شائع کئے جو پھر ہمارے لئے مزید تکلیف کا باعث بنے اور ہر حقیقی مسلمان کے لئے تکلیف کا باعث بننے چاہئے تھے۔اس دہشتگردی کا کیا فائدہ ہوا۔دو تین سال پہلے جو ان اخبار والوں نے حرکت کی اور جو دب گئی تھی اس غلط حرکت کو پھر مسلمان کہلانے والوں کے غلط عمل نے ہوا دے دی۔جو کچھ یہ اخبار پہلے کرتا رہا اس پر مغربی دنیا کے بہت سے لیڈرز نے سخت ردّعمل دکھایا۔اس کو سختی سے ردّ کیا اور کئی حکومتوں نے کہا کہ ہم کبھی اپنے اخباروں کو اجازت نہیں دیں گے۔لیکن گزشتہ ہفتے کے واقعہ کے بعد بہت سے بظاہر عقل رکھنے والے اور ذمہ دار لوگوں نے اور لیڈروں نے اس بیہودہ اخبار کی حمایت کا اعلان کر دیا۔اور مختلف جگہوں سے انہیں کئی ملینز (millions) ڈالر کی امداد ملنی شروع ہو گئی۔اس اخبار کی اشاعت جو صرف ساٹھ ہزار تھی اور کہا جا رہا تھا کہ شاید یہ اپنی موت آپ مرنے والا ہے، بالکل ختم ہونے والا ہے اور ختم ہو جائے گا۔مسلمان کہلانے والوں کے غلط عمل نے ایک دن کے اندر اندر، ایک ہفتے کے اندر اندر اس کی اشاعت کو پانچ ملین سے اوپر پہنچا دیا۔اور اب بعض اندازے لگانے والے یہ کہتے ہیں کہ شاید اس اخبار کو دس بارہ سال اور مل گئے ہیں جو شاید چھ مہینے بھی نہ چلتا۔

(خطبہ جمعہ 16جنوری 2015ء)

مرسلہ: منور احمد خورشید (مربی سلسلہ انگلستان)

ذکر خیر

سید محمود احمد شاہ صاحبؒ

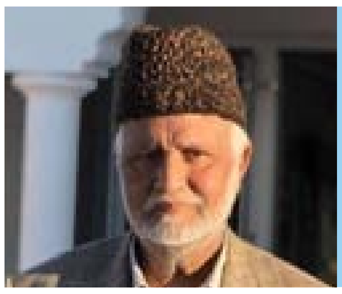

تعارف

حضرت سید محمود احمد شاہ صاحبؒ کا تعلق فتح پور ضلع گجرات سے تھا۔ ہمارے علاقہ میں چند ایک ایسے دیہات ہیں جہاں کے بیشتر باسی، خاندان سادات سے ہیں۔ انہی دیہاتوں میں سے ایک گاؤں محمدی پور ہے۔ ایک روایت کے مطابق شاہ صاحب کا تعلق اس گاؤں سے تھا۔ جہاں سے ہجرت کر کے فتح پور میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔

حسن اتفاق سے ہمارے دادا جان حضرت میاں عبدالکریم صاحب کا گھر بھی شاہ صاحب کے گھر کے بالکل ساتھ تھا جس کی وجہ سے دیواروں کے علاوہ چھت کا ایک ہی حصہ بھی آپس میں ملا ہوا تھا۔ حضرت میاں صاحب شاہ صاحب کے ارادت مندوں اور شاگردوں میں سے تھے۔ جس کی برکت سے ہمارے دادا جان کو بھی قبول حق کی نعمت مل گئی اور پھر اس برکت سے ہمیں بھی احمدیت کے چشمہ سے سیراب ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ الحمدللہ

ہمارے گاؤں میں احمدیت

اللہ کے فضل سے، فتح پور ضلع گجرات کی ایک معروف جماعت ہے۔ یہ گاؤں گجرات شہر کی شمالی جانب تقریباً سولہ کلو میٹر کے فاصلہ پر اعوان شریف روڈ پر واقع ہے۔ یہی سڑک آگے چھب جوڑیاں بارڈرز تک جاتی ہے۔ یہ وہی معروف مقام ہے جہاں پر پاک و ہند کی دونوں جنگوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی تھی۔ جہاں ہندوستانی فوج کو سخت ہزیمت اور ذلت اٹھانی پڑی تھی۔ 1971ء کی جنگ میں پاکستانی آرمی کے ایک مایہ ناز سپوت، احمدی جنرل افتخار جنجوعہ صاحب نے اسی مقام پر وطن عزیز کی پاسداری میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے جام شہادت نوش کیا۔ اب اس مقام کا نام چھب جوڑیاں سے تبدیل کر کے مکرم جنرل افتخار شہید کی یاد میں، افتخار آباد رکھ دیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ یہی وہ بارڈر ہے جہاں جنرل اختر حسین ملک کو 1965ء کی جنگ میں غیر معمولی کامیابی ملی تھی۔ جس کے نتیجہ میں ہندوستان کا ایک وسیع و عریض علاقہ پاکستان کے تسلط میں آ گیا تھا۔ لیکن اس دور کے ارباب اختیار نے نہ معلوم وجوہ کی بنا پر اچانک قیادت جنرل یحیٰ خان کے حوالے کر دی۔ آج تک مبصرین اس اچانک تبدیلی کا جواز پانے سے قاصر ہیں۔

فتح پور میں جماعت احمدیہ کا قیام

اس جماعت میں سب سے پہلی بیعت مکرم سید محمود شاہ صاحب کی ہے۔ بعدازاں ان کے اسوۂ حسنہ اور تبلیغ کے نتیجہ میں ایک فعال جماعت بن گئی۔ پھر وہ بزرگ باوجود مصائب اور مشکلات کے شجر احمدیت سے وابستہ و پیوستہ رہے اور جو سعید روحیں خلافت حقہ کے شیریں چشمہ سے سیراب ہوتی رہیں۔ ان کی اولادیں آج دنیا بھر میں خدمت دین میں مصروف ہیں۔ الحمدللہ

تعلیم وتربیت کا حسین انداز

ہماری جماعت کے بزرگوں کا یہ طریق تھا کہ نماز عشاء سے قبل مسجد میں تشریف لاتے اور کافی دیر تک مختلف موضوعات پر اظہار خیال کرتے جس سے نئی نسل کو بہت ساری باتوں کا علم ہو جاتا تھا۔ آج سوچتے ہیں کہ یہ کیسا ہی خوب انداز تھا جس سے بہت ساری باتیں نئی نسل سیکھ جایا کرتی تھی۔ ان مجالس سے ہم نے بہت سی باتیں سیکھی ہیں۔ انہی مجالس میں حضرت محمود شاہ صاحب کے بارے میں کبھی کبھی سلسلہ کلام چل نکلتا جس میں ان کا ذکر خیر ہوتا تھا۔ مکرم شاہ صاحب کے بارے میں ہم نے اپنے بزرگوں سے بہت کچھ سنا ہے ہمارے مرحوم والدین اکثر کسی نہ کسی حوالے سے ان کے اوصاف حسنہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

شخصیت

حضرت شاہ صاحب کے بارے میں ہم نے جو اپنے ماحول اور بزرگوں سے سنا ہے۔ اس سے جو شخصیت ذہن میں ابھرتی ہے کہ وہ ایک ایسے عالم باعمل انسان تھے جن کا اپنے حلقہ احباب پر بہت زیادہ نیک اثر تھا۔ میں نے اپنے محلہ کی غیر از جماعت بزرگ خواتین اور مردوں سے بھی شاہ صاحب کی بارعب شخصیت، علم و دانش اور بزرگی کے بارے میں بہت تعریفی کلمات سن رکھے ہیں۔

اذان

کہتے ہیں کہ شاہ صاحب کی آواز خاصی بلند تھی۔ صبح کی اذان کی آواز ماحول میں سکوت کی وجہ سے قریبی دیہاتوں تک سنی جاتی تھی۔

داستان قبول حق

روایات سے یہ بات علم میں آتی ہے۔ کہ آپ کو اپنے علم و معرفت کی روشنی یہ احساس پیدا ہوا کہ جس مہدی موعود اور مصلح کی ہم انتظار میں ہے۔ آج کا دور اس کی نشان دہی کر رہا ہے۔ قرآن و حدیث اور بزرگان دین کی بیان کردہ علامات کو زمین اور آسمان سے ظاہر و باہر ہے۔ اتفاق سے انہی ایام میں کچھ ایسے واقعات پیش آئے جن کی وجہ سے وہ اس موعود کی تلاش اور جستجو میں لگ گئے۔ چند ایک واقعات کچھ یوں بیان کئے جاتے ہیں۔

آپ نے زمین پر خلق خدا کے اعمال و کردار میں اور آسمان پر ستاروں کی گردش میں ایسی علامات کا مشاہدہ کیا، جو ان کے علم کے مطابق ظہور امام مہدی علیہ السلام کی علامات میں سے تھیں۔ جس کا ذکر انہوں نے اپنے ارادت مندوں اور شاگردوں سے بھی کیا اور انہیں بتایا کہ میرے علم کے مطابق وہ موعود پیدا ہو چکے ہیں یا ان کا زمانہ قریب ہے۔

ایک روایت کے مطابق ایک روز کسی کام کے سلسلہ میں آپ گجرات شہر گئے ہوئے تھے۔ وہاں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شائع کردہ معروف سبز اشتہار دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ جس کے ذریعہ سے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ مہدویت کا علم ہوا۔

ایک اور روایت کے مطابق، ایک روز آپ کسی کام کے سلسلہ میں قریبی قصبہ جلال پور جٹاں تشریف لے گئے۔ آپ نے دیکھا کہ بازار میں کچھ لوگ ایک آدمی کو زدوکوب کر رہے ہیں اور اسے برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ شاہ صاحب نے کسی آدمی سے پوچھا کہ آپ لوگ اسے کیوں مار رہے ہیں۔ اس نے بتایا کہ یہ کہتا ہے امام مہدی آ گیا ہے۔ شاہ صاحب نے کہا کہ پھر اسے کیوں مار رہے ہیں۔ آپ کو اسے نہیں مارنا چاہیے۔ تمہیں تو دعویٰ کرنے والے کو پکڑنا چاہیے۔ آپ نے لوگوں سے اس کی جان چھڑائی اور اپنے ساتھ ایک قریبی ریسٹورنٹ میں لے آئے۔ اس کے لئے لسّی منگوائی اور اس کے بعد تفصیل کے ساتھ مدعی مہدویت کے بارے میں استفسار کیا۔ اس نے اپنے علم کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے بارے میں بتادیا۔

اس واقعہ سے یہ احساس جنم لیتا ہے کہ شاہ صاحب ایک ہمدرد، باثر اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ کیونکہ باوجود ایک مسافر ہونے کے انہوں نے اس مظلوم احمدی کو سر بازار

ان اوباشوں سے بچایا۔

یاد رہے کہ جلال پور جٹاں ایک معروف قصبہ ہے۔جس نے جماعت احمدیہ کی مخالفت میں کافی کردار ادا کیا ہے۔جماعت احمدیہ کا ایک معروف مخالف ڈاکٹر عبدالغنی تھا۔جس نے افغانستان میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید صاحب کی شہادت میں ایک بڑا اہم کردار ادا کیا تھا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو ایسی سزا دی جو تاابد تاریخ کا حصہ بن چکی ہے۔فاعتبروا یا أولی الابصار۔

کہتے ہیں کہ شاہ صاحب نے اپنے عقیدت مندوں میں ایک بزرگ چودھری شاہ محمد صاحب نمبردار کو تحقیق کی خاطر قادیان بھجوایا۔شاہ محمد صاحب قادیان گئے۔لیکن انہوں نے بیعت نہیں کی۔اس لیے کہ شاہ صاحب نے انہیں تاکید کی تھی کہ بیعت کرنے میں جلدی نہیں کرنی ہے۔

شاہ محمد صاحب نے واپس آکر ساری کیفیت بیان کر دی جس کے بعد شاہ صاحب نے خود جانے کا فیصلہ فرمایا۔قادیان پہنچے،زیارت ہوئی اور پھر بیعت کر کے فدائین میں شامل ہوگئے۔

ایک روایت کے مطابق شاہ صاحب کے قادیان پہنچنے سے قبل ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شاہ صاحب کا نام بیعت کنندگان میں لکھنے کا ارشاد فرمادیا تھا۔

مکرم نصراللہ ناصر صاحب نے اپنی کتاب تین سو تیرہ اصحاب صدق و صفا میں مکرم سید محمود شاہ صاحب کا نمبر 206 لکھا ہے اور ان کی بیعت کا سال 1897ء تحریر کیا۔

شاہ صاحب گاؤں کی جامعہ مسجد میں امام الصلوۃ کی خدمت پارہے تھے۔اسی دوران انہوں نے بیعت کرلی۔جس کے بعد فطری طور پر مخالفت شروع ہوگئی۔اپنے بیگانے ہوگئے۔ابتدا میں کچھ لوگوں نے ساتھ دیا مگر بعد میں خوف خلق سے دور چلے گئے۔لیکن اس دوران کچھ باوفا دوست ساتھ رہے جو بعد میں ایک جماعت بن گئی۔اس کے بعد پھر آپ نے الگ نماز ادا کرنی شروع کر دی۔اس دوران کچھ عرصہ تک ہمارے مکان کی چھت پر بھی نماز ادا کی جاتی رہی۔کیونکہ ہماری چھت شاہ صاحب کے گھر سے ملحقہ تھی۔

مکرم چودھری تنویر احمد صاحب سابق صدر جماعت فتح پور نے بتایا کہ ان کے دو بزرگ جو شاہ صاحب کے مرید تھے۔انہیں جب علم ہوا کہ لوگ شاہ صاحب کی مخالفت کررہے ہیں۔تو وہ ان کے پاس آئے اور اس مخالفت کی وجہ کے بارے میں استفسار کیا۔شاہ صاحب نے انہیں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دعوی کے بارے میں بتایا۔اس پر وہ کہنے لگے۔اگر یہ بات ہے تو میں اذان دیا کروں گا اور آپ نماز پڑھایا کریں۔پھر ہم دیکھتے ہیں کون ہے جو آپ کو روکے۔اس پر ان دونوں بزرگوں نے بیعت کرلی اور بفضل تعالیٰ ان کی نسل آج تک بڑے خلوص کے ساتھ جماعت سے وابستہ رہ کر خدمت دین کی توفیق پارہی ہے۔

روایت ہے کہ شاہ صاحب ایک دعا گو وجود تھے۔گاؤں کے لوگ آپ کو ایک بزرگ مانتے تھے۔ایک دفعہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے سب لوگ بہت پریشان تھے۔اس پر نماز استسقاء کے لئے شاہ صاحب کی خدمت میں درخواست کی گئی۔جس پر شاہ صاحب نے یہ گاؤں کی مشرقی جانب ندی کے کنارے نماز استسقاء ادا کی۔نماز میں بہت گریہ وآہ وزاری کی گئی۔کہتے ہیں ابھی نماز ختم نہیں ہوئی تھی کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی اور جس کے نتیجہ میں ہر سو جل تھل ہوگئی۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا ایک خط آپ کی فیملی کے پاس تھا۔یہ خط مجھے بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب قادیان تشریف لے گئے ہیں۔واپسی سے قبل حضرت اقدس سے ملاقات کے لئے درخواست کی ہے۔جس کے جواب میں آپ علیہ السلام نے بوجہ ناسازی طبع معذرت فرمائی تھی۔

سفر آخرت: مکرم حضرت شاہ صاحب کی وفات 1920ء میں فتح پور میں ہوئی۔اجتماعی قبرستان میں ان کی تدفین کی گئی۔لیکن ان کی قبر پر کتبہ نہ ہونے کی وجہ ان کی شناخت اب ممکن نہیں ہے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن خدا رحمت کند
ایں عاشقان پاک طینت را

اللہ تعالیٰ ان مقدس بزرگوں اور سعید روحوں کو جنت الفردوس میں ارفع مقام سے نوازے اور ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

☆…☆…☆

بقیہ: سود کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا فیصلہ…… از صفحہ 3

نے سیٹھی صاحب کی مجبوری کو جو ایک تاجر تھے اور اسی قسم کے حالات اُن کو پیش آتے تھے،اس فتوے کے اغراض کے لئے ایک صحیح مجبوری قرار دیا ہے۔گویا حضرت صاحب کا منشاء یہ ہے کہ کوئی شخص سود کے لین دین کو غرض رعایت بنا کر کاروبار نہ کرے لیکن اگر عام تجارت وغیرہ میں گردوپیش کے حالات کے ماتحت سودی لین دین پیش آجاوے۔تو اس میں مضائقہ نہیں اور اسی صورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ فتویٰ دیا گیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ سُود میں ملوث ہونے کے اندیشہ سے مسلمان تجارت چھوڑ دیں۔یا اپنے کاروبار کو معمولی دوکانوں تک محدود رکھیں۔جن میں سود کی دقت بالعموم پیش نہیں آتی۔اور اس طرح مخالف اقوام کے مقابلہ میں اپنے اقتصادیات کو تباہ کرلیں۔

نمبر (۹) اس فتوے کے ماتحت اس زمانہ میں مسلمانوں کو سود کے لئے بنک بھی جاری کئے جاسکتے ہیں۔جن میں اگر مجبوری کی وجہ سے سودی لین دین کرنا پڑے۔تو بشرطیکہ مذکورہ بالا حرج نہیں۔

نمبر (۱۰) جو شخص اس فتوے کے ماتحت سودی روپیہ حاصل کرتا ہے۔اور پھر اسے دین کی راہ میں خرچ کرتا ہے وہ اس خرچ کی وجہ سے بھی عنداللہ ثواب کا مستحق ہوگا۔

نمبر (۱۱) ایک اصولی بات اس خط میں موجودہ زمانہ میں بے پردہ عورتوں سے ملنے جلنے کے متعلق بھی پائی جاتی ہے۔اور وہ یہ کہ اس زمانہ میں جو بے پردہ عورتیں کثرت کے ساتھ باہر پھرتی ہوئی نظر آتی ہیں اور جن سے نظر کو مطلقاً بچانا قریباً قریباً محال ہے۔اور بعض صورتوں میں بے پردہ عورتوں کے ساتھ انسان کو ملاقات بھی کرنی پڑ جاتی ہے۔اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ایسی غیر محرم عورتوں کے سامنے آتے ہوئے انسان کو یہ احتیاط کرلینی کافی ہے کہ آنکھیں کھول کر نظر نہ ڈالے اور اپنی آنکھوں کو خوابیدہ رکھے یہ نہیں کہ ان کے سامنے بالکل نہ آئے کیونکہ بعض صورتوں میں یہ بھی ایک حالات کی مجبوری ہے ہاں آدمی کو چاہیئے کہ خدا سے دُعا کرتا رہے کہ وہ اُسے ہر قسم کے فتنہ سے محفوظ رکھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے بچپن میں دیکھا تھا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر میں کسی عورت کے ساتھ بات کرنے لگتے جو غیر محرم ہوتی اور وہ آپ سے پردہ نہیں کرتی تھی تو آپ کی آنکھیں قریباً بند سی ہوتی تھیں۔اور مجھے یاد ہے کہ میں اس زمانہ میں دل میں تعجب کرتا تھا کہ حضرت صاحب اس طرح آنکھوں کو بند کیوں رکھتے ہیں۔لیکن بڑے ہو کر سمجھ آئی کہ وہ دراصل اسی حکمت سے تھا۔

ایک بات حضرت صاحب کے خط سے یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ موجودہ نازک وقت جو اسلام اور مسلمانوں پر آیا ہوا ہے اس میں سب اعمال سے بہتر عمل اسلام کی خدمت و نصرت ہے اور اس سے بڑھ کر خدا تک پہنچنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں۔اس خط میں ایک عجیب بات یہ بھی ہے کہ جو نوٹ حضرت اقدس نے اس خط کے نیچے اپنے دستخط کرنے کے بعد لکھا ہے۔اس اختتام پر حضرت صاحب نے بجائے دستخط کے صرف۔غ۔کا حرف درج فرمایا۔جیسا کہ انگریزی میں قاعدہ ہے کہ نام کا پہلا حرف لکھ دیتے ہیں۔

(مطبوعہ الفضل یکم نومبر 1927ء)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: محمد سعید خالد سنٹرل جرسی امریکہ

اولڈ برج (سنٹرل جرسی یو ایس اے) میں سالانہ سروس ایوارڈ کی تقریب کا انعقاد

گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی سنٹرل جرسی امریکہ کی جماعت کو مورخہ 22 نومبر کو Old Brigde شہر میں سالانہ سروس ایوارڈ کا انعقاد کرنے کی توفیق ملی ۔ امسال کرونا وائرس کی وجہ سے یہ تقریب Zoom کے ذریعہ منعقد ہوئی ۔

اس تقریب کا انعقاد 2014ء سے ہر سال جماعت احمدیہ سنٹرل جرسی اور اولڈ برج کے میئر کے تعاون سے کیا جارہا ہے جس کا مقصد دوران سال اولڈ برج شہر میں نمایاں خدمات سرانجام دینے والے گورنمنٹ افیسرز، پولیس مین اور انسانی بہبود کے لئے کام کرنے والی Organizations کی خدمات کو سراہنا اور حوصلہ افزائی کرنا ہے ۔

اس موقع پر مکرم بلال خالد صاحب سیکرٹری امور خارجیہ جماعت سنٹرل جرسی نے کہا کہ پچھلے سالوں میں ہم اس پروگرام کا انعقاد Senior Center of Old Bridge میں یا ہماری مسجد میں کرتے رہے ہیں جس میں ہم شہر کے معززین کے ساتھ مل کر Thanksgiving کے موقع پر تیار کئے جانے والے مختلف کھانوں سے بھی لطف اندور ہوتے تھے اور اپنے شہر کے ہیروز کو خراج تحسین بھی پیش کرتے تھے لیکن امسال کرونا وائرس کی وجہ سے ایسا ممکن نہیں رہا اس لئے آج کا پروگرام بغیر کھانے کے ہی Zoom کے ذریعہ ہوگا ۔

انہوں نے مزید کہا کہ کرونا وائرس کی وجہ سے ہم سب اس وقت یقیناً مشکل حالات سے گزر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود استطاعت کے مطابق ہم اپنے ضرورت مند بہن بھائیوں کی خدمت اور مدد کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ ہم نے اولڈ برج میں واقع اپنی احمدیہ مسجد میں Food Pantry قائم کردی ہے اور مسجد کے کچن میں تازہ کھانے پکا کر ضرورت مند افراد تک پہنچانے کا انتظام بھی کیا گیا ہے ۔ آج کے اس پروگرام سے چند دن قبل ہی ہم نے مسجد میں 70 فیملز کے لئے Hot Turkey Dinner تیار کر کے ان کے گھروں تک پہنچایا ہے۔ اور Thanksgiving والے دن مزید لوگوں میں کھانا تقسیم کرنے کا پروگرام ہے ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دور دور سے لوگ مسجد سے گرم کھانا اور ضرورت کی دیگر اشیاء لینے کے لئے آتے ہیں۔ ابھی پچھلے مہینے ہم نے Red Cross کے تعاون سے ایک Blood Drive کا بھی انعقاد کیا تھا۔ اللہ کے فضل سے ہماری کمیونیٹی میں کافی ڈاکٹر ہیں اور ان کی مدد سے ان مشکل حالات میں بھی لوگوں کا ہر ممکن خیال رکھا جارہا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے شعبوں میں ہماری جماعت خدمت خلق میں مصروف ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

اس مختصر تعارف کے بعد پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم ہشام ملک صاحب نے کی اس کے بعد شہر کے میئر نے Club Serenity اور گنائزیشن جس کو 2020ء کے ایوارڈ کے لئے منتخب کیا گیا تھا، کا تعارف کروایا اور انکی خدمات کو سراہا۔ Club Serenity ایک non-profit organization ہے جس کا قیام 2014 میں ہوا تھا اور تب سے یہ مختلف پروگرامز کے ذریعہ عوام کی بہبود کے لئے کام کر رہی ہے۔ جس میں سے ایک قابل ذکر کام نشہ کے عادی افراد کا مفت علاج اور ان کو دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی کوشش ہے ۔

پروگرام کے آخر پر سنٹرل جرسی (امریکہ) کی جماعت کے صدر مکرم عبد الناصر صاحب نے خدمت خلق کی اہمیت کے حوالے سے اسلامی تعلیم پر مختصر روشنی ڈالی اور اس پروگرام میں شامل ہونے والوں کا شکریہ ادا کیا اور دعا کے ساتھ اس تقریب کا اختتام ہوا ۔

رپورٹ: ڈاکٹر فضل الرحمن بشیر، نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن تنزانیہ

رپورٹ جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ عروشاریجن تنزانیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:۔

’’مولود کے دن جلسہ کرنا، کوئی تقریب منعقد کرنا منع نہیں ہے بشرطیکہ اس میں کسی بھی قسم کی بدعات نہ ہوں۔ آنحضرت ﷺ کی سیرت بیان کی جائے۔ اور اس قسم کا (پروگرام) صرف یہی نہیں کہ سال میں ایک دن ہو۔ محبوب کی سیرت جب بیان کرنی ہے تو پھر سارا سال ہی مختلف وقتوں میں جلسے ہو سکتے ہیں اور کرنے چاہئیں اور یہی جماعت کا تعامل رہا ہے، اور یہی جماعت کرتی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳، مارچ ۲۰۰۹)

الحمد للہ ثم الحمد للہ عروشاریجن کو دورانِ ماہ جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ منانے کی توفیق ملی۔ عروشاریجن کی ٹوٹل سات جماعتیں ہیں سب میں ہی جلسہ سیرت النبی ﷺ منایا گیا۔ الحمد للہ ٹوٹل حاضری احمدی احباب کی ۱۲۸ تھی۔ جبکہ مہمان ۹ شامل ہوئے۔

الحمد للہ چھ جلسوں میں احبابِ جماعت کو کھانا بھی پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا ہے کہ مولا کریم ہم سب کو عشقِ رسول ﷺ کو حقیقی رنگ میں سمجھنے والا اور عشقِ رسول ﷺ کے رنگ اپنے پر چڑھانے والا بنائے ۔ اور مولا کریم اِن تمام جلسہ جات کے ثمر آور اثرات ظاہر فرمائے آمین۔

طلوع وغروب آفتاب

22 دسمبر 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:33	17:44
مدینہ منورہ	05:38	17:39
قادیان	05:58	17:29
ربوہ	05:38	17:09
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:36	15:58